ام عزیز الرحمن

نبی ﷺ کی دین پر استقامت اور ہمارا طرزِ عمل

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ﴿لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة﴾ (الاحزاب)

تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جو اس کائنات کو تخلیق کرنے کے بعد اس کے سارے نظام کو اپنی قدرت کاملہ سے چلا رہی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق جب چاہے گی ''کن'' کہہ کر اس سارے کے سارے نظام کو ختم کر کے قیامت برپا کردے گی۔

درود وسلام امام الانبیاء نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس پر جنہوں نے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کر کے اللہ کے پیغام کو ہم تک پہنچایا۔

قارئین کرام! اللہ رب العزت نے اس دنیا کو ایک چمن کی مانند بنایا ہے۔ جس طرح گلشن میں مختلف رنگ و بو کے پھول ہوتے ہیں اور ہر پھول اپنی نوعیت کے اعتبار سے انفرادیت رکھتا ہے' اس کائنات میں بسنے والے انسان اپنا سا مزاج اور کردار رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں بہت سے لوگ آئے اور اپنے اپنے کردار و خوبیوں' خامیوں کے اوصاف کو تصرف میں لاتے ہوئے زندگیاں گزار کر چلے گئے۔ اگر ہم ان کی زندگیوں کا جائزہ لیں' تو ہر انسان کسی نہ کسی معاملے میں کمزور اور ناقص نظر آتا ہے۔

لیکن آج جس ہستی کی حیات طیبہ میں بیان کرنا چاہتی ہوں' وہ شخصیت ہے جس کے بارے میں کہنے والے نے خوب کہا ہے

منزل ملی ہے وہ تمہیں کمال کی جہاں
اپنے نقش کا نقاش خود مداح خواں ہو جائے

آپ ﷺ کی ذات گرامی ہر لحاظ سے اکمل و اعلیٰ ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ آپ ﷺ کے بچپن کو دیکھا جائے تو وہ بے مثال' جوانی پر غور کیا جائے تو لاجواب۔ آپ ﷺ کی سخاوت و استقامت و شجاعت و عبادت' عدالت سب ہی تو قابل داد ہیں۔ یہ وہ ہستی ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے ﴿قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله﴾ (آل عمران) ''کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو پھر میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔''

یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت بھی ان کی پیروی کے ساتھ مشروط کر دی ہے۔ اور یہ ہستی ہیں ہمارے پیارے پیغمبر احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ...... جو تمام دنیا کے انسانوں سے حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی جماعت سے بھی بلند مرتبے پر فائز ہیں۔ یوں تو آپ کی زندگی کا ہر ایک پہلو تابناک ہے' لیکن میں آپ ﷺ کی زندگی کے جس پہلو کا تذکرہ کرنے چلی ہوں وہ ہے ''حضور ﷺ کی دین حق پر استقامت''

استقامت کہتے کس چیز کو ہیں......؟ حق پر مضبوطی سے قائم رہنے کا نام استقامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے پہلے ہی مکے والے اعلیٰ اخلاق و کردار کی وجہ سے صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے اور آپ ﷺ کے فیصلے اور مشورے کا احترام کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ رب العزت نے آپ کو منصب رسالت پر فائز کیا' تو وہی عرب آپ ﷺ کی جان کے دشمن بن گئے۔ نبوت کا اعلان کرتے ہی آپ ﷺ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ہر قبیلے و ہر خاندان نے آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی مخالفتوں اور تکالیف و مصائب سے عبارت ہے' چاہے وہ انفرادی لحاظ سے ہو یا اجتماعی اعتبار سے ہو۔ لیکن آپ ﷺ کے پایہ استقامت میں ذرا بھی لرزش نہیں آئی۔ وہ کون کون سے مظالم ہیں' جو اہلِ مکہ نے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نہیں کیے۔ لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے تمام مخالفتوں کی پرواہ کیے بغیر حق کا پیغام اللہ کی مخلوق بنی نوع انسان تک پہنچانے میں کسی طرح کی لچک نہیں دکھائی۔ سیرت طیبہ کا ۲۳ سالہ دور نبوت ان واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ جن کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ البتہ چند واقعات قارئین کی نذر کرنا چاہوں گی تاکہ ہم غور کر سکیں کہ آج ہم بلند و بانگ دعوؤں کے ساتھ ساتھ عمل و کردار میں کتنے پختہ ہیں۔ اگر قول و فعل میں موافقت ہے' تو شکر کریں اور تضاد ہے تو فکر کریں۔

سردارانِ مکہ جمع ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے ابو طالب! آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کی مخالفت کرتا ہے اور انہیں برا بھلا کہتا ہے۔ آپ اس کو منع کریں۔ اگر وہ حکومت کا طلبگار ہے تو ہم اس کو عرب کی حکومت دینے کیلئے تیار ہیں۔ اگر وہ حسینہ عرب سے شادی کا خواستگار ہے' تو جس لڑکی سے نکاح کی خواہش ہے' تو ہم وہ رشتہ دینے کیلئے تیار ہیں' اگر وہ بہت سا مال لینا چاہتا ہے' تو وہ بھی ہم اس کے قدموں میں ڈھیر کرنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن ہمارے معبودوں کی مخالفت چھوڑ دے۔ جب آپ ﷺ کے چچا نے آپ کے سامنے ان کی پیشکش رکھی تو آپ ﷺ نے

ایسا جواب دیا کہ اس کے سامنے تمام سرداروں کی تجویز بے معنی ہوگئی وہ کیا جواب تھا......؟

آپ ﷺ نے فرمایا ''اے چچا جان! اگر سردارانِ مکہ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج لا کر رکھ دیں' میں پھر بھی ان کے بتوں کی مخالفت سے باز نہ آؤں گا اور اپنے خالق و مالک کی توحید کا اعلان کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔ یہ سن کر آپ کے چچا بھی خاموش ہوگئے۔''

نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والے اہلِ علم جانتے ہیں کہ حضور ﷺ نے احکام الٰہی کی تبلیغ اہلِ ایمان کی تعلیم و اہلِ عالم کی تدبیر اور اعلائے کلمۃ الحق کی تدبیر میں کس قدر مصائب و نوائب اور ہموم و غموم برداشت فرمائے تھے اور کس قدر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حق کی دعوت دی تھی۔

کبھی کائنات کے امام ﷺ کی راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے' کبھی پیارے پیغمبر ﷺ کی پشت مبارک پر بحالت سجدہ گندی اوجھڑی رکھ دی جاتی اور اسے کفار کی تفریح طبع کا سامان سمجھا جاتا۔ کبھی آپ ﷺ کے لختِ جگر کی وفات پر نام و نشان کے مٹ جانے کے آوازے کسے جاتے۔ کبھی مجنوں' ساحر' کاہن کے القاب دیئے جاتے۔ کبھی آپ ﷺ کی عفت مآب زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگا کر آپ ﷺ کو پریشان کیا جاتا۔

کئی سال آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اہلِ خانہ کو ایک گھاٹی (جس کا نام شعب ابی طالب ہے) میں بند کر دیا جاتا ہے اور تمام اہلِ مکہ آپ ﷺ سے بائیکاٹ کر کے معاہدہ نامہ لکھ کر حرم (خانہ کعبہ) میں لٹکا دیتے ہیں اور اشیائے خورد و نوش کا داخلہ بھی بند کر دیا جاتا ہے۔

کبھی آقائے دو جہاں سرور کائنات ﷺ کو طائف کے بازاروں میں آوارہ لڑکوں کو پتھر مارنے پر اکسایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے جوتے مبارک آپ کے لہولہان ہونے کی وجہ سے خون آلودہ ہو جاتے ہیں۔ آپ پر عرصہ حیات اتنا تنگ کر دیا جاتا ہے کہ وہ مکہ (جس کے ساتھ آپ ﷺ کے بچپن کی یادیں وابستہ تھیں' مکے کی وہ گلیاں اور بازار جہاں آپ ﷺ نے اپنا معصوم لڑکپن گزارا' وہ مکہ جس میں آپ ﷺ نے اپنی جوانی کے عفت مآب لیل و نہار بسر کئے) چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔

رسالت مآب حضرت محمد ﷺ نے دنیا کے تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا' لیکن آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ثابت قدم رہے۔ آج ہم کیسے امتی ہیں......؟ ہم کیسی محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں......؟ ہم معمولی سی بات کیلئے اپنے خواہش نفس کیلئے اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالکؑ کے حکم اور اپنے پیارے پیغمبر کی سنت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم کیسے مسلمان ہیں......؟ جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول مرض بتا رہے ہیں' اسی کو دوا سمجھتے ہیں۔ ہم کیسے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں......؟ اپنے دوستوں اور برادریوں کو خوش کرنے کیلئے نبی ﷺ کی سنتوں کے اپنے گھروں سے جنازے نکال رہے ہیں۔ ظاہری نمود و نمائش کی خاطر نبی ﷺ کی سنت کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کی خاطر دین و ایمان بھی داؤ پر لگا چکے ہیں۔ اپنے بھائیوں کی بربادی کیلئے اپنا کندھا پیش کئے بیٹھے ہیں اور دن رات روشن خیال اور اعتدال پسند بننے کے راگ الاپ رہے ہیں' تاکہ کسی طرح ہم سے یہود و ہنود خوش ہو جائیں۔ لیکن خدائی فیصلے کے مطابق ان کے دل اور سینے بدستور کینے اور بغض سے بھرے پڑے ہیں۔ اس میں ذرا بھی کمی نہیں آتی اور ہم اپنی دنیا کی ذلت کے ساتھ ساتھ آخرت کی رسوائی کا سامان اکٹھا کر رہے ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ ہم ہوش کے ناخن لیں۔ آج امت جن حالات سے دوچار ہے' اس کا پس منظر کیا ہے......؟ یہ ذلت و رسوائی کیوں ہمارا مقدر بن گئی ہے......؟ ہر مقام پر مسلمان کیوں پٹ رہے ہیں......؟ یہ ہماری ہی شامت اعمال ہے' ہم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی قیمت کیا ہے......؟ نبی ﷺ کی سنت کی قدر و قیمت کیا ہے......؟ اللہ تعالیٰ کے حکم کی قیمت پوچھنی ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھو' جنہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ فاقے برداشت کئے۔ پتے چبائے اور اپنے خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی۔ وہ کون کون سی تکلیف ہے' جو انہوں نے نہیں اٹھائی۔

آج مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والو! ماں کی گود سے کلمہ پڑھنے والو! اپنے اپنے گریبان میں جھانکو! اور فیصلہ کرو ہمارے کردار کیا ہیں......؟ ہم اپنے دعوؤں میں کس قدر سچے ہیں......؟

آیئے! ہم اپنی صبح سے شام اور شام سے صبح تک کے اوقات و اعمال کا محاسبہ کریں۔ وہ دین جو نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے تکلیفیں برداشت کر کے ہم تک پہنچایا' ہم اس کو کتنی مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ زبانی جمع خرچ ہوتا رہے اور جب موت کا فرشتہ نظر آئے تو پلے کچھ بھی نہ ہو اور پھر افسوس و ندامت کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہو سکے۔ (اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور آخرت کی فکر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک پیغمبر ﷺ کے ذریعے ہر موقع پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ چاہے وہ سیاسی معاملات ہوں یا معاشی' خوشی ہو یا غمی' اجتماعی معاملہ ہو یا انفرادی' اس لئے ہمیں ہر معاملے میں اپنے مولا و آقا' اپنے خالق و مالک کے حکم کو اور اپنے ہادی و رہبر محسن و مشفق پیغمبر ﷺ کی سنت کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنی چاہئے۔ تاکہ ہم دونوں جہاں میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے' اللہ ہماری دنیا اور آخرت بہتر فرمائیں۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین